تکفیر کے اصول السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سوال : کیا بریلوی کافر، ابدی جہنمی، امت محمدیہ اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں کیونکہ بریلوی شرک اکبر کے مرتکب ہیں چاہے ان پر حجت قائم ہویا نہ ہو کیونکہ مسائل ظاہریہ میں انھیں
جہالت کا کوئی عذر نہیں دیا جائیگا مثلاً ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب مانتا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کل ماننے اور غیب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارے کیا ایسے شخص کو جہالت کا عذر
دینا درست ہے یا اسے ڈائریکٹ کافر قرار دے دیا جائیگا اور اگر اسکو سمجھانے کے باوجود وہ اپنی ضد اور کفر پر ڈٹا رہے پھر اسے کافر سمجھا جائیگا کہ نہیں ؟ اور جو شخص انکی تکفیر نہیں کرتا تو کیا وہ مرجئی ہے کیونکہ جو حضرات انکی
تکفیر معین کے قائل ہیں و یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ منافقت ہے ایک طرف ہم انکے عقائد کو کفریہ شرکیہ کہتے ہیں اور دوسری طرف مسلمان بھی کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر بریلوی کافر نہیں تو پھر قادیانی، شعیہ، عیسائیوں وغیرہ
کو بھی کافر کہنا چھوڑ دیں یا انھیں بھی مسلمان مان لیں پوچھنا یہ ہے کہ انکا موقف کہاں تک درست ہے قرآن وسنت اور فہم سلف صالحین کی روشنی میں جواب مطلوب ہے ۔ ؟ الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال وعلیکم السلام
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ! الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد ! جواب تکفیر مطلق کسی خاص کفریہ فعل کی بناء پر ہوتی ہے ۔ لیکن اس خاص فعل کا مرتکب خاص شخص اس وقت تک کافر قرار نہیں دیا جاسکتا جب تک اس میں
تکفیر کی شرطیں پوری نہ ہو جائیں اور موانع ختم نہ ہو جائیں ۔ لہذا پہلے تکفیر مطلق اور تکفیر معین کا فرق سمجھنا ضروری ہے ۔ تکفیر مطلق : کسی بھی فعل کو کتاب وسنت میں کفر یا مخرج عن الملۃ قرار دیا گیا ہو تو اسکے بارہ میں کہنا
جس نے بھی یہ کام کیا وہ کافر ہے ۔ تکفیر مطلق کہلاتا ہے ۔ مثلا : اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنا انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے ۔ اسی طرح اللہ تعالی کا انکار کرنے سے بندہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے ۔ لہذا ہم
کہیں گے کہ جس نے بھی شرک کیا اسکا اسلام ختم ہو گیا اور جس نے بھی اللہ کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا ۔ اور اسے تکفیر مطلق کا نام دیا جاتا ہے ۔ اور ایسی تکفیر کی صورت میں جن افراد پر یہ تکفیر صادق آتی ہے ان سے کفار والا معاملہ
نہیں کیا جاتا نہ ہی انہیں مرتد قرار دیا جاتا ہے ۔ بلکہ انہیں مرتد قرار دینے کے لیے انکی معین تکفیر کی جاتی ہے ۔ تکفیر معین تکفیر معین یہ ہوتی ہے کہ کسی بھی ایسے کام کے مرتکب شخص کو جس کام کو کفر یا شرک قرار دیا ہے نام لے کر
کافر قرار دینا ۔ مثلا : زید نے اللہ تعالی کی آیات کا مذاق اڑایا تو یہ کہنا کہ زید کافر ہے اسے تکفیر معین کہا جاتا ہے ۔ اور اسلام کی کسی بھی شخص کی معین تکفیر کی جا سکتی ہے لیکن اسکے لیے اللہ تعالی نے کچھ اصول مقرر فرمائے ہیں جو کہ
درج ذیل ہیں : ۱ ۔ علم اگر کسی آدمی کو یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ جو کام میں کر رہا ہوں وہ کام کرنے سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے تو اس آدمی کو کفریہ کام کا ارتکاب کر لینے کے باوجود کافر نہیں کہا جائے گا ۔ مثلا زید
نے اللہ تعالی کی آیات کا مذاق اڑایا ہے اور اسے معلوم ہی نہیں کہ ایسے کرنے سے انسان مرتد ہو جاتا ہے تو اسے مرتد یا کافر قرار نہیں دیا جاسکتا ۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "إن اللہ تجاوز عن امتی الخطأ
والنسیان " میری امت سے خطا اور نسیان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے درگزر کیا ہے، معاف کر دیا ہے ۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الطلاق باب طلاق المکرہ والناسی ح 2043) جہالت کی بنا پر، بھول کر، بندہ کام کر لیتا ہے ۔ جاہل ہے،
اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیں گے ۔ ہم دنیا میں اس پر کفر کا فتویٰ نہیں لگا سکتے ۔ جب تک اس کی جہالت رفع نہ ہو ۔ بلکہ جہالت کی وجہ سے کفریہ کام سر انجام دینے والے کو تو اللہ تعالی نے معاف فرما دیا تھا، ملاحظہ فرمائیں : عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : " كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلَى نَفْسِهِ فَلَمَّا حَضَرَهُ المَوْتُ قَالَ لِبَنِيهِ : إِذَا أَنَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي، ثُمَّ اطْحَنُونِي، ثُمَّ ذَرُّونِي فِي الرِّيحِ، فَوَاللَّهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّي لَيُعَذِّبَنِّي عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ أَحَدًا، فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهِ ذَلِكَ،
فَأَمَرَ اللَّهُ الأَرْضَ فَقَالَ : اجْمَعِي مَا فِيكِ مِنْهُ، فَفَعَلَتْ، فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ، فَقَالَ : مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ ؟ قَالَ : يَا رَبِّ خَشْيَتُكَ، فَغَفَرَ لَهُ " سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ایک آدمی بہت
گنہگار تھا ۔ تو جب اسکی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو کہا جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا کر راکھ بنا دینا اور پھر مجھے ہوا میں اڑا دینا، اللہ کی قسم اگر اللہ نے مجھے جمع کر لیا تو مجھے ایسا عذاب دے گا کہ جیسا اس نے کبھی کسی
کو نہ دیا ہوگا ۔ تو جب وہ فوت ہو گیا تو اسکے ساتھ ایسا ہی کیا گیا ۔ اللہ تعالی نے زمین کو حکم دیا کہ جو کچھ تیرے اندر ہے اسے جمع کر تو زمین نے اسکی خاک کو جمع کر دیا اور وہ اللہ کے حضور پیش ہوا تو اللہ تعالی نے پوچھا تجھے یہ کام کرنے
پر کس نے ابھارا تھا ۔ تو وہ کہنے لگا اے رب تیرے ڈرنے ہی مجھے اس کام پر مجبور کیا تھا ۔ تو اللہ تعالی نے اسے معاف فرما دیا ۔ (صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب حدیث الغار : 3481) یعنی اس بیچارے نے اپنی
جہالت کی وجہ سے یہ سمجھا کہ شاید اللہ کے پاس اتنی قدرت نہیں ہے کہ وہ ذروں کو جمع کر کے مجھے دوبارہ کھڑا کر سکے ۔ البتہ وہ شخص مؤمن تھا اسے یقین تھا کا مرنے کے بعد حساب دینا پڑے گا ۔ اللہ تعالی پر اسے یقین تھا ۔ لیکن
اپنی نادانی اور جہالت کی وجہ سے اللہ تعالی کی صفات کا انکار کر بیٹھا کہ اگر میں راکھ ہو جاؤں گا اور میرے ذرات بکھر جائیں گے تو شاید اللہ تعالی کی گرفت سے بچ جاؤں گا ۔ اور اس نے یہ کام صرف اللہ تعالی کے عذاب سے ڈرتے
ہوئے کیا تھا ۔ تو اللہ رب العزت نے اسے معاف فرما دیا کہ اس شخص میں جہالت کا عذر تھا ۔ ۲ ۔ قصد وعمد یعنی کوئی بھی شخص جو کفریہ کام کا مرتکب ہوا ہے، وہ اگر جان بوجھ کر کفر کرے گا تو ہم اسکا نام لے کر اسے کافر کہیں گے
اور اس پر مرتد ہونے کا فتوی لگے گا ۔ اور اگر وہ کفریہ کام اس سے کسی غلطی کی وجہ سے سرزد ہوا ہے تو اسے کافر یا دائرہ اسلام سے خارج نہیں قرار دیا جاسکتا ۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "إن اللہ تجاوز عن امتی
الخطأ والنسیان " میری امت سے خطا اور نسیان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے درگزر کیا ہے، معاف کر دیا ہے ۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الطلاق باب طلاق المکرہ والناسی ح 2043) ۳ ۔ اختیار تیسری شرط یہ ہے کہ وہ آدمی مختار ہو،
یعنی اپنی مرضی اور اپنے اختیار سے کرے، اگر کوئی آدمی اس کو کہتا ہے کہ تو کفریہ کلمہ کہہ، نہیں تو تجھے ابھی قتل کرتا ہوں ۔ تو وہ اس کے جبر، تشدد وظلم کے ڈر سے کوئی کفریہ بول بول دیتا ہے تو ایسے آدمی کو کافر قرار نہیں دیا
جاسکتا، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے : مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (النحل : ۱۰۶) جو آدمی اللہ پر ایمان لانے کے بعد کفر
کرے (اللہ کو ہر گز یہ گوارا نہیں ہے) ۔ ہاں وہ بندہ جس کو مجبور کر دیا گیا (تو اس آدمی پر کوئی وعید نہیں ہے) لیکن جس نے شرح صدر کے ساتھ، دل کی خوشی کے ساتھ کفر کیا اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے، اور ان کے لئے بہت بڑا
عذاب ہے ۔ یعنی اگر جان بوجھ کر، اپنے اختیار کے ساتھ، جبر واکراہ کے بغیر، وہ ایسا کفریہ بول بولتا ہے، یا کفریہ کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ قابل مؤاخذہ ہے ۔ لیکن اگر کسی کے ڈر سے وہ کفریہ کام سر انجام دیتا ہے
تو وہ قابل مؤاخذہ نہیں ہے ۔ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا : " لاتشرک باللہ شیئا وان قطعت وحرقت " تجھے جلا دیا جائے، تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں، اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرنا ۔
(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب الصبر علی البلاء ح 4034) عزیمت پر محمول ہے، یعنی موت کے خوف سے، جان بچانے کی غرض سے کفریہ یا شرکیہ کام کرنا پڑتا ہے، کفریہ یا شرکیہ کلمہ کہنا پڑتا ہے تو آدمی کو رخصت ہے کہ
کفریہ یا شرکیہ کلمہ کہہ سکتا ہے، شرکیہ یا کفریہ کام کر سکتا ہے، لیکن عزیمت یہی ہے کہ بندہ اس وقت بھی کفریہ کلمہ نہ کہے، کفریہ بول نہ بولے ۔ اور اگر وہ رخصت کو اپنا لیتا ہے تو بھی شریعت نے اسکی اجازت دی ہے ۔ ٤ ۔
تأویل چوتھی شرط یہ ہے کہ جو شخص کفر کا ارتکاب کر رہا ہے وہ مؤول نہ ہو ۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ وہ کسی شرعی دلیل کا سہارا لے کر اس کام کو جائز سمجھتا ہو ۔ قرآن وحدیث کی غلط تفسیر وتاویل کر کے کسی بھی کفریہ کام کو اپنے لیے جائز
سمجھنے والے کی اس وقت تک تکفیر نہیں کی جاسکتی جب تک اس پر حجت قائم نہ ہو جائے ۔ مثلاً آج کل بہت سے لوگ غیر اللہ سے مافوق الاسباب مدد مانگتے ہیں ۔ تو ہم مطلقاً کہتے ہیں کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے اور جو بھی
غیر اللہ سے مدد مانگتا ہے وہ مشرک وکافر ہو جاتا ہے ۔ لیکن اگر زید نامی شخص غیر اللہ سے مدد مانگتا ہے تو ہم اسے اسوقت تک کافر قرار نہیں دیں گے جب تک اس پر حجت قائم نہ کر لیں اسکی تحقیق نہ کر لیں ۔ کیونکہ اللہ تعالی نے
کا فرمان ہے : إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ، فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ، فَلَهُ أَجْرٌ (صحیح مسلم : ۱۷۱٦) جب فیصلہ کرنے والا فیصلہ کرتا ہے e غلط تاویل وتوجیہ کرنے والوں کے ایسے کاموں سے درگزر فرمایا ہے نبی کریم
، اگر تو اسکا فیصلہ درست ہو تو اسے دو اجر ملتے ہیں اور اگر اسکا اجتہاد اسے غلطی پر پہنچا دے تو بھی اسے ایک اجر ملتا ہے ۔ اور ہمارے یہاں پائے جانے والے بہت سے ایسے افراد جو کفریہ وشرکیہ کام کرتے ہیں وہ اجتہادی خطا کا
شکار ہوتے ہیں اور کتاب وسنت کی نصوص کی غلط تاویل وتفسیر کر کے اسے ہی حق سمجھ رہے ہوتے ہیں ۔ لہذا کیسے ممکن ہے کہ ایسے شخص کی تکفیر کر دی جائے جسے اللہ تعالی ایک اجر عطا فرماتے ہیں ۔ الغرض کسی بھی شخص کی
معین تکفیر یعنی اسکا نام لے کر اسے کافر قرار دینا یا کسی جماعت کی معین تکفیر اس وقت تک نہیں کی جاسکتی جب تک اللہ رب العزۃ کے مقرر کردہ اصول وقوانین کو اپلائی نہ کیا جائے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کہتے ہیں " عقائد بریلویہ
کفریہ وشرکیہ ہیں " لیکن کبھی کسی ایک بریلوی عالم کو اسکا نام لے کر کافر یا مشرک قرار نہیں دیتے ۔ ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب فتوی کمیٹی محدث فتوی